سوال

(272) رضاعی ماموں کا بھانجی سے نکاح

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں یہ کہ میرے لڑکے نے میری زوجہ بیمار ہونے کی وجہ سے پہلے میری والدہ کا دودھ پیا ہے ، اس وقت میرے لڑکے کی عمر ۲، ۳ ماہ تھی دس مہینے کی عمر تک اس نے میری والدہ کا دودھ پیا ہے کیا اس لڑکے کی شادی میری بہن کی لڑکی سے ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرمائیں ۔

(شوکت علی ولد محمد شریف قوم آرائیں چک نمبر 234 گ ب جڑانوالہ ضلع فیصل آباد)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال مسئولہ میں جس لڑکے اور لڑکی کے باہمی نکاح کے بارے میں سوال کیا گیا ہے ان کا آپس میں نکاح شرعاً جائز نہیں کیونکہ صورت مسئولہ کے مطابق یہ لڑکا اس لڑکی کا رضاعی ماموں بن چکا ہے ۔ مثلاً دادی کا نام رفیعہ ہے اور رفیعہ کے لڑکے کا نام شفیق ہے اور رفیعہ کی لڑکی کا نام شفیقہ ہے اب شفیق کے بیٹے کا نام عتیق ہے جس نے اپنے والدہ کی بیماری کے دوران دس ماہ تک اپنی دادی رفیعہ مذکورہ کا دودھ پیا ہے تو اس کی وجہ سے عتیق اپنے والد شفیق اور اپنی پھوپھی شفیقہ کا رضاعی بھائی بن چکا ہے لہٰذا وہ دودھ کی وجہ سے اپنی پھوپھی شفیقہ کی لڑکی کا رضاعی ماموں ٹھہرا اور جس طرح بحکم قرآن کی نص وَبَنَاتُ الاختِ حقیقی بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے اسی طرح رضاعی بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے چنانچہ صحیح البخاری میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے :

«فقَالَ رَسُولُ اللَّہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : الرَّضَاعَۃُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الوِلاَدَۃُ» (صحیح البخاری وأمہا تکم اللاتی أرضعنکم ویحرم من الرضاعۃ مایحرم من النسب ج 2 ص 764)

”رضاعت بھی ان رشتوں کو حرام کردیتی ہے جن کو نسب حرام قرار دیتی ہے“

صورت مسئولہ کی نظیر بھی صحیح بخاری میں موجود ہے ۔ دیکھئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے چچا تھے ، مگر رسول اللہ ﷺ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرلینے کا مشورہ دیا گیا تو آپ ﷺ نے مشورہ دینے والے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو فرمایا کہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ، یعنی میری رضاعی بھتیجی ہے لہٰذا نکاح جائز نہیں ۔ اصل الفاظ یہ ہیں :

(عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلاَ تَتَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ؟ قَالَ: «إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ» (صحیح البخاری ج 2 ص 764)

لہٰذا معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں اس لڑکے کا نکاح اپنی پھوپھی جان کی لڑکی کے ساتھ جائز نہیں کہ یہ لڑکا اپنی دادی کا دودھ پینے کی وجہ سے اس لڑکی کا رضاعی ماموں بن چکا ہے، ھذا ماعندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

علامہ ابن رشد لکھتے ہیں:

(فَقَالَ مَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ، وَالشَّافِعِيُّ: إِنَّهُ إِذَا أَسْلَمَتِ الْمَرْأَةُ قَبْلَهُ فَإِنَّهُ إِنْ أَسْلَمَ فِي عِدَّتِهَا كَانَ أَحَقَّ بِهَا، وَإِنْ أَسْلَمَ هُوَ وَهِيَ فَنِكَاحُهَا ثَابِتٌ،) (بدایۃ المجتہد ج 2 ص 37)

"امام مالک، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب بیوی اپنے شوہر سے پہلے مسلمان ہو جائے تو اگر اس کا کافر شوہر عدت کے اندر مسلمان ہو جائے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے اور اگر خاوند مسلمان ہو جائے اور اس کی بیوی کتابیہ عورت ہو تو اس کا نکاح ثابت اور بحال رہتا ہے۔ مشہور فقیہ علامہ مرغیناتی تصریح فرماتے ہیں:

((وَإِذَا أَسْلَمَ زَوْجُ الْكِتَابِيَّةِ فَهُمَا عَلَى نِكَاحِهِمَا)؛ لِأَنَّهُ يَصِحُّ النِّكَاحُ بَيْنَهُمَا ابْتِدَاءً فَلَأَنْ يَبْقَى أَوْلَى .) (ا: الھدایۃ۔ کتاب نکاح اہل الشرک: ج ۲ ص ۲۴۷ و فتح القدیر: ج ۳ ص ۲۹۱)

کہ جب کتابیہ عورت کا نصرانی یا یہودی شوہر مسلمان ہو جائے تو یہ دونوں میاں بیوی اپنے نکاح پر قائم رہ سکتے ہیں کیونکہ جب کتابیہ عورت اور مسلمان دونوں میں ابتداء نکاح درست تھا۔ تو ان کا نکاح سابق رہنا بدرجہ اولیٰ درست ہے۔ اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی عیسائی شوہر اپنے عیسائی بیوی سے پہلے مسلمان ہو جائے تو چرچ کی طرف سے ان کا پڑھا ہوا شرعاً بحال رہتا ہے پس اگر واقعی مسمی ایرک جان مسیح ولد جان مسیح اپنی عیسائی بیوی مسماۃ میری کشور سے پہلے مسلمان ہوا ہے تو ان کا چرچ کی طرف سے پڑھا گیا نکاح عقد شرعاً بحال ہے۔ یہ فتویٰ بشرط صحت سوال تحریر کیا گیا اور بشیر احمد ولد فضل دین ساکن پیال کلاں ضلع قصور حال ساکن بیگم کوٹ کی یقین دہانی پر تحریر کیا گیا ہے مفتی کسی عدالتی جھمیلہ اور قانونی سقم کا ہرگز ہرگز ذمہ دار نہ ہوگا اس کی تمام ذمہ داری سائل موصوف پر ہوگی ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ یعنی قضاء اور دو بائنتہ دہی مسئول ہوگا۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص692

محدث فتویٰ